هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

۷ مارچ ۱۹۵۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ اَنْ یَقُوْلَ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اٰمَنَّا بِکَ وَبِمَا جِئْتَ بِہٖ فَہَلْ تَخَافُ عَلَیْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰہِ یُقَلِّبُہَا کَیْفَ یَشَاءُ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ) ترجمہ:- انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے دلوں کے پھیرنے والے (خدا) میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔ میں نے (ایک مرتبہ) عرض کیا اے خدا کے نبی ہم آپؐ پر ایمان لائے ہیں اور جو کچھ (احکام) آپؐ لے کر آئے اس پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ کیا ایسی حالت میں بھی آپ ہمارے معاملہ میں خوف زدہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا (بندوں کے قلوب) خدا کی دو انگلیوں کی گرفت میں ہیں۔ وہ جس طرح اس کا جی چاہتا ہے۔ ان کو حرکت میں لاتا ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ یَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ وَیُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَیُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ (رواہ الترمذی وابن ماجہ) — ترجمہ:- علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ ان چار باتوں کا یقین نہ رکھے۔ (۱) اس امر کی شہادت دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں۔ مجھ کو خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے (۲) موت کو حق جاننے (۳) مرنے کے بعد جی اٹھنے (دوبارہ زندہ ہونا) کو سچ ماننے (۴) اور تقدیر پر ایمان رکھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَذٰلِکَ فِی الْمُکَذِّبِیْنَ بِالْقَدَرِ (رواہ ابوداؤد وروی الترمذی نحوہ) ترجمہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں خسف (زمین میں دھنس جانا) اور مسخ (صورت بدل جانا) دونوں عمل ہوں گے اور اس میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو تقدیر کا انکار کرینگے (ابوداؤد) اور ترمذی نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّۃٌ لَعَنْتُہُمْ وَلَعَنَہُمُ اللّٰہُ وَکُلُّ نَبِیٍّ یُجَابُ الزَّائِدُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ وَالْمُکَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰہِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِیُعِزَّ مَنْ اَذَلَّہُ اللّٰہُ وَیُذِلَّ مَنْ اَعَزَّہُ اللّٰہُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَالتَّارِکُ لِسُنَّتِیْ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِی الْمَدْخَلِ وَرَزِیْنٌ فِیْ کِتَابِہٖ۔ ترجمہ:- عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ (قسم کے) آدمی ہیں۔ جن پر میں لعنت کرتا ہوں اور خدا نے بھی ان پر لعنت کی ہے۔ اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے (ایک تو) وہ شخص جو خدا کی کتاب میں زیادتی کرے (دوسرا) خدا کی تقدیر کو جھٹلانے والا اور (تیسرا) زبردستی غلبہ حاصل کرنے والا جو اس شخص کو ذلیل کرے۔ جس کو خدا نے عزت دی ہے اور اس شخص کو عزت دے۔ جس کو خدا نے ذلیل کیا ہے۔ اور (چوتھا) خدا کے حرام کو حلال بنانیوالا (یعنی حرم مکہ میں جن باتوں کو خدا نے ممنوع قرار دیا ہے ان کو حلال قرار دے) اور (پانچواں) میری اولاد میں سے اس چیز کو جس کو خدا نے حرام قرار دیا ہے حلال جاننے والا۔ اور (چھٹا) وہ جس نے میری سنت کو ترک کر دیا ہو۔

عَنْ مَطَرِ بْنِ عُکَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضَی اللّٰہُ لِعَبْدٍ اَنْ یَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَہٗ اِلَیْہَا حَاجَۃً (رواہ احمد والترمذی) ترجمہ:- مطر بن عکامسؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب خداوند تعالیٰ کسی شخص کی موت کو کسی زمین میں مقدر کر دیتا ہے تو اس زمین کی طرف اس کی حاجت کو بھی پیدا کر دیتا ہے۔ (تاکہ وہ وہاں جانے پر مجبور ہو۔ اور وہاں جا کر موت کا شکار ہو۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ مَسَحَ ظَہْرَہٗ فَسَقَطَ عَنْ ظَہْرِہٖ کُلُّ نَسَمَۃٍ ہُوَ خَالِقُہَا مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَجَعَلَ بَیْنَ عَیْنَیْ کُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْہُمْ وَبِیْصًا مِّنْ نُّوْرٍ ثُمَّ عَرَضَہُمْ عَلٰی اٰدَمَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ ہٰؤُلَاءِ قَالَ ذُرِّیَّتُکَ فَرَاٰی رَجُلًا مِّنْہُمْ فَاَعْجَبَہٗ وَبِیْصُ مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ قَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ ہٰذَا قَالَ دَاوٗدُ فَقَالَ اَیْ رَبِّ کَمْ جَعَلْتَ عُمْرَہٗ قَالَ سِتِّیْنَ سَنَۃً قَالَ رَبِّ زِدْہُ مِنْ عُمْرِیْ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْقَضٰی عُمْرُ اٰدَمَ اِلَّا اَرْبَعِیْنَ جَاءَہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ فَقَالَ اٰدَمُ اَوَلَمْ یَبْقَ مِنْ عُمْرِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً قَالَ اَوَلَمْ تُعْطِہَا ابْنَکَ دَاوٗدَ فَجَحَدَ اٰدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّیَّتُہٗ وَنَسِیَ اٰدَمُ فَاَکَلَ مِنَ الشَّجَرَۃِ فَنَسِیَتْ ذُرِّیَّتُہٗ وَخَطِئَ اٰدَمُ وَخَطِئَتْ ذُرِّیَّتُہٗ (رواہ الترمذی) ترجمہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ نے جب آدمؑ کو پیدا کیا تو اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ اس کی پشت سے وہ تمام جانیں نکل پڑیں۔ جن کو آدمؑ کی اولاد میں خداوند بزرگ و برتر قیامت تک پیدا کرنے والا تھا۔ پھر خدا نے ان میں سے ہر ایک جان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک رکھی اور پھر ان سب کو آدمؑ کے سامنے لاکر کھڑا کیا۔ آدمؑ نے پوچھا اے رب بزرگ و برتر یہ کون ہیں خدا نے فرمایا یہ سب تیری اولاد ہے۔ آدمؑ ان لوگوں میں سے ایک کی آنکھوں کے درمیان غیر معمولی نور پا کر حیران رہ گئے اور خدا سے پوچھا اے رب یہ کون ہے۔ خدا نے کہا یہ داؤدؑ ہے۔ آدمؑ نے پوچھا اے خدا تو نے اس کی کتنی عمر مقرر کی ہے۔ خدا نے کہا۔ ساٹھ برس۔ آدمؑ نے کہا۔ اے میرے رب۔ اس کی عمر میں میری عمر سے چالیس سال زیادہ کر دے۔ راوی کہتا ہے کہ

باقی بر صفحہ ۱۶

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۱۵ شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۵۸ء | شمارہ ۴۳

پاکستان کا نئے سال کا میزانیہ

۲۷ فروری ۱۹۵۸ء کو پاکستان کے وزیر خزانہ نے ۵۹-۱۹۵۸ء کا میزانیہ قومی اسمبلی میں پیش کیا۔ آمدن کا اندازہ ۱۴۳.۷۶ کروڑ ہے اور خرچ کا تخمینہ ۱۴۳.۵۴ کروڑ ہے۔ اس طرح نئے سال میں بائیس لاکھ روپے کی بچت کا اندازہ ہے۔ آمدن میں ۱۱.۴۰ کروڑ روپیہ ٹیکسوں کے ذریعہ سے وصول کیا جائے گا۔ اور اس سے ترقیاتی پروگرام کا ۱۲۵ کروڑ کا خرچ پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آمدن میں سے ۸۰.۵ کروڑ روپیہ دفاع پر خرچ کیا جائے گا۔ اور یہ کل آمدن کا ۷۰ فی صدی ہے۔ سال رواں میں دفاع پر جو خرچ کیا گیا ہے۔ آئندہ سال اس پر ڈیڑھ کروڑ زائد خرچ ہوگا انتخابات کے لئے تین کروڑ روپیہ وقف کیا گیا ہے۔ ڈیڑھ کروڑ روپیہ مرکزی حکومت کے کلاس سوم اور چہارم کے ملازمین کے مشاہرہ میں اضافہ پر خرچ کیا جائے گا۔ بے شمار اشیاء پر یا تو نئے ٹیکس عائد کئے گئے ہیں۔ یا موجودہ ٹیکسوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ان اشیاء میں سگریٹ۔ عمدہ کپڑا ریشمی اور گرم کپڑا۔ ڈیزل آئیل اور بجلی کا سامان وغیرہ شامل ہیں۔ ریل کے کرایہ میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ٹیلیفون کا خرچ بھی بڑھا دیا گیا ہے۔

تمام سیاسی اور کاروباری حلقوں نے اس میزانیہ کو مایوس کن قرار دیا ہے۔ اخبارات نے بھی اس پر لے دے کی ہے۔ اس کا ردِ عمل یہ ہوا ہے کہ لاہور میں بہت سی اشیا کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں۔ سوتی ریشمی کپڑے۔ کراکری اور شیشے چینی کا سامان سگرٹ۔ رنگ روغن۔ بجلی کا سامان موٹروں کے پرزے۔ ہوزری کے سامان کی قیمتیں یک لخت بڑھ گئی ہیں۔

مجوزہ ٹیکسوں کا بوجھ صرف عوام پر پڑے گا۔ جنکی کمر پہلے ہی سے گرانی کے بوجھ تلے دبی جا رہی ہے۔ اس میزانیہ نے یہ چیز روز روشن کی طرح واضح کر دی ہے۔ کہ برسرِاقتدار طبقہ کو عوام سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ وہ غریبوں کا خون چوس کر امراء کی تجوریاں بھرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہمارے میزانیہ کے مقابلہ میں ہمارے ہمسایہ ملک بھارت کے بجٹ میں صرف ایک نیا ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ جو جائیداد کے انتقال پر دس ہزار سے زائد مالیت کے ہبہ پر حاوی ہوگا۔

ہمیں تعجب ہے کہ ہماری مرکزی حکومت نے مزید ٹیکس عاید کرنے کی بجائے اکانومی کمیٹی کی سفارشات کو کیوں قبول نہیں سمجھا اس کمیٹی نے کئی محکموں کو ختم کرنے اور بعض کو دوسرے محکموں میں مدغم کرنیکی سفارشات کی ہیں۔ اس کے علاوہ سرکاری دفاتر اور افسروں کے گھروں پر ٹیلیفون اور سرکاری بنگلوں کی آرائش وزیبائش اور سٹاف کاروں پر جو بے پناہ اخراجات ہو رہے ہیں۔ ان کو کم کرنے پر بھی زور دیا ہے۔ یہ کمیٹی حکومت کی اپنی تشکیل شدہ ہے۔ اگر اس کمیٹی کی سفارشات کو منظور کر لیا جاتا تو کسی قسم کے نئے ٹیکسوں کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ارباب اختیار کو عوام سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو عقل و فہم سے محروم کر دیا ہے۔ دونوں صورتوں میں ہمیں ان سے پوری طرح ہمدردی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں میں قوم کا درد بھر دے اور یا پھر ان کو اقتدار کی کرسیوں سے ہٹا کر قوم کے بہی خواہوں کو مسند اقتدار پر بٹھا دے۔ آمین یا الٰہ العالمین

شہدائے ختم نبوت

مارچ ۱۹۵۳ء میں لاہور اور دوسرے شہروں میں ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے جن سعید رُوحوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں بصمیم قلب دعاگو ہیں کہ وہ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

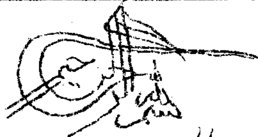
میٹرک کے امتحانات

پنجاب سیکنڈری بورڈ کے ماتحت ہر سال میٹرک کے امتحانات مارچ کے پہلے ہفتہ سے شروع ہوتے ہیں۔ اس سال یہ امتحانات یکم مارچ سے شروع ہونے والے تھے۔ لیکن خدا معلوم ایسی کونسی ضرورت پیش آئی کہ ان کو ۲۶ مارچ تک ملتوی کر دیا گیا بورڈ کے عہدہ داران اور ارکان مسلمان ہیں ہمیں یقین ہے کہ ان کو علم ہے۔ کہ ماہ رمضان اس سال ۲۱ - ۲۲ مارچ سے شروع ہو رہا ہے۔ رمضان میں امتحان رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ بچے یا تو روزے نہ رکھیں یا امتحان کے پرچے ٹھیک نہ کرکے زیادہ تعداد میں فیل ہوں ظاہر ہے کہ دونوں صورتیں نقصان دہ ہیں۔ پہلی صورت میں دینی اور دوسری میں دنیوی نقصان ہوگا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بورڈ کو اسلام دشمنی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

۲۸ فروری ۱۹۵۸ء بروز جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں بورڈ کے اس فیصلہ کے خلاف ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

دعائے مغفرت

۲۸ فروری ۱۹۵۸ء بروز جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور میں مولانا ابوالکلام آزاد کے لئے دعائے مغفرت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین



خطبہ یوم الجمعۃ ۸ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

احکام شب براۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــــ اَمَّا بَعْد

سوال ۱۔ شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شب براۃ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں؟ (۲) موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں۔ یعنی دن کو حلوا پکی۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی۔ آیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

جواب حصہ اول۔ قرآن مجید میں شب براۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ہے (۱) قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے۔ جس میں بعض حضرات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب براءۃ کا ذکر ہے اور وہ آیت سورۂ دخان پارہ ۲۵ کی ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۵ ترجمہ ۔ تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہم (انسانوں کو ان کی غلط کاریوں سے) ڈرانیوالے تھے انتہی اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر۔ معالم التنزیل۔ البیضاوی۔ الجلالین میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے۔ کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ (جو رمضان میں آتی ہے) اور بعض کی رائے ہے کہ شب براءۃ ہے

صحیح فیصلہ

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ وَمَنْ قَالَ اِنَّھَا لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ کَمَا رُوِیَ عَنْ عِکْرِمَۃَ فَقَدْ اَبْعَدَ النُّجْعَۃَ فَاِنَّ نَصَّ الْقُرْاٰنِ اِنَّھَا فِیْ رَمَضَانَ۔ ترجمہ اور جو شخص یہ کہے کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں ہے۔ چنانچہ عکرمہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا۔ کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص تو یہ بتاتی ہے کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے۔ ابن کثیر نے اپنے قول کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ اور اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں لیلۂ مبارکہ سے پندرھویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے۔ صحیح یہ بات ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے بہر حال تحقیق یہی ہے کہ شب براءۃ کا ذکر خیر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے ارشادات متعلقہ شب براءۃ

(۱) عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا یَوْمَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ اَلَا مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ اَلَا مِنْ مُّبْتَلٰی فَاُعَافِیَہٗ اَلَا مِنْ کَذَا اَلَا مِنْ کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ (رواہ ابن ماجہ) ترجمہ حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو۔ پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے۔ خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں خبردار کوئی رزق لینے والا ہے کہ اسے رزق دوں۔ خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے۔ اسے چھڑا دوں۔ خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے۔ طلوع صبح صادق تک اللہ تعالےٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ ابن ماجہ) ترجمہ :۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے۔ پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے۔

(۳) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْکِ وَرَسُوْلُہٗ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّکَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِکَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ رواہ الترمذی وزاد رزین مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یعنی البخاری یُضَعِّفُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ۔ ترجمہ :۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ پھر ناگہاں وہ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے۔ تب آپ نے فرمایا (اے عائشہؓ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ تب آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالےٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے۔ اس روایت کو ترمذی

نے روایت کیا ہے اور رزین نے یہ لفظ زیادہ کیا ہے یعنی جو لوگ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِيْهَا اَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا اَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ ... فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثَلٰثًا قُلْتُ وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى هَامَتِهٖ فَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ يَقُوْلُهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر) ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے۔ وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں ان کے اعمال اُٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں۔ تب عائشہؓ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو پھر آپ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے۔ تین دفعہ آپؐ نے یہ کلمہ فرمایا۔ میں نے کہا آپؐ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جا سکینگے پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی نہیں جا سکوں گا۔ مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپؐ نے یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا۔

میرے بھائیو! آنحضرتؐ کے ارشادات مبارکہ معہ ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں۔ اگرچہ ان احادیث میں بھی مدارج مختلفہ ہیں ان میں اصح کتب الاحادیث البخاری ومسلم کی احادیث تو نہیں ہیں۔ لیکن بہر حال جو کچھ بھی بعد از سعی ملا۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ ترتیب وار مسائل احادیث ملاحظہ ہوں۔ مسائل کی تعداد صحیح رکھنے کے لئے جو بات پہلی حدیث شریف میں آ چکی ہے۔ وہی دوسری حدیث میں ہوگی۔ تو اس کو اختصاراً ذکر نہیں کیا جائے گا۔

پہلی حدیث شریف کے مطالب

۱۔ اس براءۃ کی رات کو عبادت کرو

۲۔ شب براءۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو

۳۔ اس رات کو سورج کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی تجلی (نور کا پرتو) آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے۔

۴۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اُسے بخش دوں۔

۵۔ کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اُسے رزق دوں۔

۶۔ کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے کہ میں اُسے نجات دے دوں۔

۷۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لے کر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے تو میں اس کی وہ حاجت پوری کر دوں۔

دُوسری حدیث شریف کے مطالب

۸۔ شب براءۃ میں اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

۹۔ مگر مشرک (جو کہ اللہ تعالےٰ کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا۔

۱۰۔ مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا

تیسری حدیث شریف کے مطالب

۱۱۔ شب براءۃ کو (معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی درمیانی حصہ شب میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے۔

۱۲۔ اس رات کو اللہ تعالےٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کو مغفرت فرماتا ہے

چوتھی حدیث شریف کے مطالب

۱۳۔ اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے

۱۴۔ اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

۱۵۔ اس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالےٰ کے حضور میں اٹھا کر پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۶۔ اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے۔ (یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر مؤکل ہیں۔ ان کے سپرد کیا جاتا ہے)

۱۷۔ کوئی فرد بشر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

مجموعہ احادیث شب براءۃ کا خلاصہ

مسلم کو چاہیئے کہ شرک اور کینہ (اخلاق ردیہ) وغیرہ سے توبہ کرے رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ خدا تعالیٰ سے اپنے لئے اور مُردوں کے لئے بخشش مانگے علاوہ اس کے اپنی ہر حاجت کا اسی سے سوال کرے اور دن کو روزہ رکھے۔

عزیز بھائیو! یہ وہ کام ہے جو مسلمانوں کو شب براءۃ اور دن کو کرنا چاہیئے۔

خیالات

فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالےٰ

متعلقہ شب براءۃ

صاحب الدر المختار فرماتے ہیں۔ ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منه وصلوٰۃ اللیل واقلها على ما فی الجوهرة ثمان ولو جعله اثلاثا فالاوسط افضل ولو انصافا فالاخیر افضل واحیاء لیلة العیدین والنصف من شعبان۔ ترجمہ:۔ اور مستحب نمازوں میں سے یہ ہیں۔ سفر پر جانے کے وقت دو رکعت پڑھے اور سفر سے واپس آنے کے وقت دو رکعت پڑھے اور رات کو (یعنی تہجد نماز پڑھے۔ "جوہرہ نیرہ" کے بیان حصوں میں تقسیم کرے تو درمیانی حصہ میں تہجد پڑھنا افضل ہے اور اگر رات کے دو حصے کرے تو پھر اخیر حصہ میں پڑھنا افضل ہے عید الفطر اور عید الضحیٰ کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب براءۃ کو عبادت کرنا بھی مستحب ہے۔

شیخ ابراہیم حلبی منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں۔ تعلم ان کلا من صلوٰۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ

من رجب وصلوٰۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان وصلوٰۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ۔ ترجمہ

پس معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو پڑھی جاتی ہے اور پندرھویں شعبان کی رات اور رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر کی جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے۔ ان راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنا بدعت مکروہ ہے۔ انتہیٰ خدا کے بندو! فقہائے عظام کا اتباع سنت دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔ کہ مطلق نماز جس کا ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آ چکا ہے۔ اگر کوئی اپنی طرف سے اس سے ذرا بھی زیادہ کرتا ہے تو اُسے بدعت کہہ کر روک دیتے ہیں۔ خواہ وُہ چیز در اصل عبادت ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً حدیث شریف میں مطلق نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ جس میں جماعت کا کوئی ذکر نہیں۔ تو اب جو شخص جماعت کی زیادتی کرتا ہے۔ اس کو برداشت نہیں کرتے۔

وہی شیخ ابراہیم حلبی آگے چل کر فرماتے ہیں:۔ فَلَوْ تَرَكَ اَمْثَالَ هٰذِهِ الصَّلوٰتِ تَارِكٌ لِيَعْلَمَ النَّاسُ اَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الشَّعَائِرِ لَحَسُنَ انتہیٰ ترجمہ:۔

پس اگر کوئی شخص اس قسم کی نمازوں کو چھوڑ دے۔ تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ یہ نمازیں شعائر اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس نے اچھا کیا۔ انتہیٰ

میرے پیارے حنفی بھائیو! خداتعالےٰ کے لئے سوچو اور اپنے بزرگوں کے نام کو بدنام نہ کرو۔ وہ حضرات تو اس قدر پابند شرع ہیں کہ وہ تو شب براءۃ کی رات میں وہ کسی عبادت کو لازمی اور رسم بنانا بھی جائز نہیں سمجھتے اور تم اس مبارک رات میں چراغاں کرتے ہو۔ اور اس اسراف کو رسم دین سمجھتے ہو۔ علاوہ اس کے اس رات کی "عزت افزائی" میں آتشبازی چلاتے ہو۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہے۔ آئمہ دین اس قسم کی حرکتوں سے ناراض ہیں خدا تعالےٰ کے بندو! خدا سے ڈرو اور باز آ جاؤ وَمَا علینا الا البلاغ

جواب حصہ دوم

شب براءۃ سے پہلے دن کو حلوا پوری اور شب کو چراغاں اور آتش بازی کے متعلق یہ عرض ہے۔ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا۔ وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشے کی صورت دے دیتے تھے۔ چنانچہ سورۂ انعام کے رکوع ۸ میں ہے۔ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور چھوڑ دو (اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے۔ اور ان کو دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر۔ تاکہ کوئی نفس اپنے کئے کے باعث ہلاک نہ ہو۔ ایسے نفس کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملے گا اور اگر بدلہ دیوے سارے بدلے اس سے نہیں لیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کئے جائینگے ان کے لئے گرم پانی پینے کے لیئے اور دردناک عذاب ہے۔ کیونکہ یہ کفر کیا کرتے تھے

شب براءۃ کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق پہلا وعید

جو بے دین دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بنائیں۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے۔ خدا کے بندو! شب براءۃ کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو۔ جن میں نہ چراغاں ہے نہ آتشبازی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائم مقام بنا رکھی ہیں۔ خداتعالےٰ سے ڈرو اور ان لغویات کو چھوڑ دو۔ ورنہ یاد رکھو کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کر لیں۔ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کر لیا تو پھر سوچو کہ جس اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو اس کی کیا قیمت باقی رہے گی۔ اور پھر نجات کس کے دروازے سے تلاش کرو گے اور کس کی شفاعت کی امید ہو سکتی ہے اور کس کی جنّت میں ٹھکانہ مل سکے گا۔

بھائیو! خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے آمین

دوسرا وعید

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ط ترجمہ:۔ اور بیجا خرچ خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا نا شکر گزار ہے (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳)

میرے عزیز بھائیو! خدا تعالےٰ کا خوف کرو اور غور کرو کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے۔ بیجا خرچ کرنیوالے یعنی اسراف کرنیوالے شیطان کے بھائی اور خدا تعالےٰ کے دشمن ہیں۔

معنی اسراف

اسراف لُغت میں بے اندازہ اور لاف و گزاف کے طور پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی جس خرچ میں نہ آخرت کی بہتری مقصود ہو اور نہ دُنیا کا کوئی بھلا ہو۔ نہ رضائے الٰہی حاصل ہو۔ اور نہ کسی ضرورت انسانی (مثلاً کھانے پینے پہننے) میں صرف ہو۔ یہ نقص شب براءۃ کے چراغاں اور آتشبازی میں پورے طور پر موجود ہے۔ خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ التکاثر پارۂ عم میں فرماتے ہیں۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ط

ترجمہ:۔ پھر اس دن تم سے اے لوگو! نعمتوں کے متعلق پُوچھا جائے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتیں روپیہ وغیرہ کہاں صرف کیا تھا؟ بتاؤ اس دن کیا جواب دوگے

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى

آمین

مجلس ذکر منعقدہ ۷ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد آج کا عنوان ہے:۔

اصلاح باطن کے طالب کے لئے ایک درجہ ایسا آتا ہے جہاں وہ خود اپنی اصلاح کرنے پہ مجبور ہو جاتا ہے

اصلاح باطن کے لئے کسی ہادی کی ضرورت ہے۔ ہادی کے لئے پہلی شرط ہے کہ وہ متبع سنت ہو۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہوا میں اُڑتا ہوا نظر آئے۔ قبلۂ عالم کہلائے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے اگر اس کا مسلک خلاف سُنّت ہے۔ تو اُس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا گناہ ہے اس کی بیعت کرنا حرام ہے اور اگر ہو جائے تو اس کو توڑنا فرض عین ہے۔ ورنہ خود بھی جہنم میں جائے گا۔ اور تمہیں بھی ساتھ لے جائے گا۔ اللہ تعالےٰ کو ایک ہی راستہ محبوب ہے اور وہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کا راستہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں کبھی محبوب نہیں ہو سکتا۔

خلافِ پیغمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

میں عرض کر رہا تھا کہ اصلاح باطن کے طالب کے لئے ایک درجہ ایسا آتا ہے کہ طالب خود بخود اپنی اصلاح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اللہ ہُو کا پاک نام لینے والے کے لئے عجائبات کے ایسے دروازے کھلتے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں ساری دُنیا کے خزانے ہیچ نظر آتے ہیں۔ جس کو اس کی لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ اس سے کہیں کہ اے میرے بندے تو ساری دُنیا کے خزانے لے لے اور یہ لذّت واپس دیدے تو وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ یہ نعمت میرے پاس ہی رہنے دے اور دنیا کے خزانے کسی اور کو عطا فرما دے۔ طالب صادق اپنی اصلاح پر خود بخود مجبور ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس راستہ پر چلانے والا ہادی مل جائے۔ جو اس لائن پر نہ چلے وہ مجبور نہیں ہوتا۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا جامعیت میں کوئی ہم پلہ نہیں۔ ہندوپاکستان میں تو اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ باقی دُنیا کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا۔ شاہ صاحبؒ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں احکام شرعیہ کے رموز و اسرار بیان فرمائے ہیں اس کتاب کے ایک باب میں فرماتے ہیں کہ انسان کے اعمال کا اس سے چار قسم کا تعلق ہے۔

۱۔ انبعاث النفس (انبعاث کے معنی ہیں اُٹھنا) یعنی نفس کام کا ارادہ کر کے اُٹھتا ہے۔

۲۔ عود الی النفس۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ عمل کا اثر لوٹ کر آتا ہے جس کو آپ انگریزی میں Re-Action کہتے ہیں۔ مثلاً گھر میں آپ نے ایک سانپ دیکھا اور اس کو مارنے کا ارادہ کیا یہ انبعاث النفس ہے۔ لاٹھی لے کر اس کو مار دیا۔ اس کے بعد طبیعت میں چین آ گیا یہ سکون عود الی النفس ہے۔

۳۔ تشبث بذیل النفس۔ یعنی عمل کا اثر۔ اس پر آ کر جم جاتا ہے۔

۴۔ احصاء النفس۔ یعنی نفس اس اثر کو محفوظ رکھتا ہے۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں جس سے آپ سمجھ جائیں گے۔ ایک بچہ لکھنا شروع کرتا ہے۔ پہلے وہ ٹیڑھا الف لکھتا ہے۔ آہستہ آہستہ ٹیڑھاپن کم ہوتا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ سیدھا لکھنے لگتا ہے۔ اگر عمل کا اثر باقی رہنے والا نہ ہوتا تو یہ بچہ سو سال تک بھی ٹیڑھا ہی الف لکھتا رہتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کی انگلیاں ہر مرتبہ لکھنے سے کچھ اثر مزید لیتی ہیں۔ تھوڑے عرصہ بعد وہی بچہ کاتب بن جاتا ہے۔ ہر کام میں یہی ہوتا ہے۔ کسی اللہ والے نے کہا ہے۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

انسان جو کام کرتا ہے۔ اُس کا اس پر اثر پڑتا ہے۔ اگر اللہ ہُو کے پاک نام کی برکت سے طبیعت میں لطافت پیدا ہو گئی ہے تو ہر کام کے اثر کو محسوس کرے گا۔ اس کے بغیر نانا پڑنانا۔ دادا پڑدادا بن جائے۔ لیکن پھر بھی بے سمجھ ہوگا۔ گناہ کرے گا سزا ملے گی۔ مگر یہ احساس نہیں ہوگا کہ یہ میرے فلاں گناہ کی شامت ہے۔ جیسے ایک چھوٹا سا بچہ ماں کا نقصان کرتا رہتا ہے۔ اگر ماں تیز مزاج ہے تو ہر وقت مارتی رہتی ہے وہ مار کی چوٹ کے درد کی وجہ سے روتا ہے۔ لیکن ماں کے نقصان کو محسوس نہیں کرتا۔ چھوٹے بچہ کو ٹانگیں لگ جاتی ہیں۔ مگر عقل نہیں ہوتی۔ بچہ بندر کی طرح نقال ہوتا ہے۔ جو ماں کرتی ہے وہی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً ماں نے چولھے پر ہنڈیا رکھ کر آگ جلا دی۔ ماں دُوسری طرف گئی تو اس نے دو تین لکڑیاں اور لگا دیں۔ جس سے ہنڈیا جل گئی۔ اُس نے مارا اور یہ رونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ماں نے چائے کے لئے دُودھ منگایا۔ اس نے گلاس اُٹھانے کی کوشش کی اور وہ گر گیا۔ ماں نے پھر مارا اور یہ رونے لگا۔ گویا کہ اس طرح سارا دن نقصان کرتا ہے اور مار کھاتا ہے۔ یہی حال انسان کا ہے۔ یہ گناہ کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سزا دیتے ہیں۔ اگر ہادی کی صحبت میں تربیت ہو جائے تو مڑ کر دیکھتا ہے کہ کس گناہ کی سزا ملی ہے پھر اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیکی کا اجر اور گناہ کی سزا فوراً ملتی ہے۔ اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو کچھ نہیں سمجھتا۔ کہ کس گناہ کی سزا ملی ہے۔ عوام کا یہی حال ہے۔ تربیت یافتہ محسوس کرتا ہے۔ مثلاً ایک رشوت خوار نے دعوت کی۔ دعوت کھا کر آئے تو اللہ ہُو کی لذت سلب ہو گئی۔ تربیت یافتہ تو اس کو محسوس کریگا۔ اور توبہ کرے گا کہ آئندہ اُس کا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ گناہ سے کشش کٹ جاتا ہے توبہ کر لی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لی

تو پھر جُڑ جائے گا۔ ؎

ہم خُدا خواہی و ہم دُنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

نیکی کے سرور اور گناہ کی سزا کو تربیت یافتہ محسوس کرتا ہے لیکن باطن کا اندھا محسوس نہیں کرتا۔ اس درجہ پر پہنچ کر تربیت یافتہ خود بخود چلنے لگتا ہے۔ دینے والا تو اللہ تعالےٰ ہے۔ لیکن دُعا اور رہنمائی ہادی کی ہوتی ہے۔

عمل کا اثر فوراً انسان پر پڑتا ہے۔ اور نفس فوراً اس اثر کو لیتا ہے اور محفوظ کر لیتا ہے۔ جس طرح جمال گوٹہ کا سفوف استعمال کرنے کے بعد فوراً طبیعت خراب ہونے لگتی ہے اسی طرح حرام چیز کھانے سے فوراً اثر ہوتا ہے اور طبیعت ایک سیکنڈ میں بدل جاتی ہے۔ ادھر اللہ تعالےٰ ناراض ہو گئے اور ادھر طبیعت میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ تربیت یافتہ تو فوراً محسوس کریگا صوفیائے کرام کی اصطلاح میں دو لفظ ہیں قبض اور بسط۔ قبض کے معنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے کنکشن کا کٹ جانا۔ اور بسط کے معنی ہیں جُڑ جانا سندھ کے ایک شخص کا واقعہ ہے۔ کہ اُس کی طبیعت پر جب قبض طاری ہوئی تو وُہ درخت پر چڑھ گیا اور اللہ تعالےٰ سے کہنے لگا کہ راضی ہو جا ورنہ میں پھانسی لے کر مرتا ہوں خدا کی قدرت دیکھئے کہ قبض فوراً دُور ہو گیا۔ باطن کے اندھوں کو قبض کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس راستہ میں جو عجائبات سامنے آتے ہیں۔ وُہ عرض کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ تو اتنا نازک مزاج محبوب ہے کہ غیر اللہ سے اس کے تعلق جیسا ذرا سا بیا تعلق رکھنے سے بھی بگڑ جاتا ہے۔

لاہور میں ایک شخص اب بھی ہے اس کا کسی اللہ والے سے تعلق تھا۔ اللہ ہُو کے پاک نام کی برکت سے اس کے دل میں ایک چراغ روشن تھا اس نے مجھے خود بتلایا کہ ایک دفعہ میں پانی کے تالاب کی طرف سے سنہری مسجد کی طرف آ رہا تھا کہ بازار میں ایک خوبصورت ہندو دوشیزہ پر نظر پڑی نظر کا پڑنا تھا کہ چراغ بجھ گیا۔ پھر آج تک نہیں جلا۔ حالانکہ اس شخص نے کوئی بُرائی نہیں کی۔ صرف نظر ہی پڑنے

بقیہ ۲۴

آہ آزاد

بروفات حسرت آیات جناب محی الدین احمد ابوالکلام آزاد مرحوم وزیر تعلیم بھارت (ہند)

از قلم جناب ہارون الرشید مجاہد بسم حکیم مولوی عبدالجبار صاحب ناظم مدرسہ تعلیم النساء چنیوٹ

گلستاں ویران کیوں ہے باغباں مجھ کو بتا		یاس کیوں پھیلی ہوئی ہے رازداں مجھ کو بتا
پھول کلیاں پتیاں ہر چیز کیوں مغموم ہے		کیوں فضا خاموش ہے اے گلستاں مجھ کو بتا
غم کی چادر کیوں بچھی ہے آج لالہ زار پر		چشم اتر ہے آج کیوں اے نوحہ خواں مجھ کو بتا

کس پہ ماتم کر رہے ہیں برگ بار و آبشار
ذرّہ ذرّہ گلستاں کا آج کیوں ہے اشکبار
نوحہ خوانی کر رہے ہیں باغ میں کیوں عندلیب
آہ! گہری نیند شاید سو گیا کوئی غریب
مجھ سے پتّے یُوں زبانِ حال سے کہنے لگے
اے مجاہد آہ اب آزاد صاحب چل بسے

قوم کا غم خوار دل کا رازداں جاتا رہا		مُلک و مِلّت کا مجاہد پاسباں جاتا رہا
کس طرح ہوگا مرے ٹوٹے ہوئے دل کو سکوں		کون دے گا اب تسلّی مہرباں جاتا رہا
گُلستاں میں اے مجاہد اب نہ آئے گی بہار		دے کے گُلشن کو جُدائی باغباں جاتا رہا
بار جو احباب کا شانوں پہ رکھتا تھا سدا		آج دوشِ یار پر وہ ناتواں جاتا رہا
جس پہ نازاں قوم تھی اور قافلے کا تھا امیر		بے بسی میں چھوڑ کر وہ کارواں جاتا رہا

تلخیٔ غم اے مجاہد اب سہی جاتی نہیں
مہربانی کرنے والا مہرباں جاتا رہا

۲۴ سے طبیعت میں کوئی خدشہ پیدا ہوا ہوگا جس سے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا اور وُہ نورِ الٰہی کا چراغ بجھ گیا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے پاک نام کا ورد کرنے اور اسکے نتائج سے متمتع ہونیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین ؂

جس کو خدا رکھے

از جناب شیخ محمد حسین صاحب [illegible] جہلم

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا۔ دفعتہً میں نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کے کندھے پر ایک بہت کم سن بچہ بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کر رہی ہے کہ اے کریم۔ اے کریم تیرا گزرا ہوا زمانہ دیکھو کیسا موجب شکر ہے) میں نے کہا وہ کیا چیز ہے جو تیرے اور مولا کے درمیان گزری ہے کہنے لگی۔ کہ میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی بڑی جماعت ہمارے ساتھ تھی۔ طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق ہو گئی اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ میں اور یہ بچہ ایک تختہ پر رہ گئے اور ایک حبشی آدمی دوسرے تختہ پر۔ ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا۔ جب صبح کا چاندنا ہوا تو اس حبشی نے مجھے دیکھا۔ اور پانی کو ہٹاتا ہٹاتا میرے تختے کے پاس پہنچ گیا۔ اور جب اس کا تختہ میرے تختے کے ساتھ مل گیا۔ تو وہ بھی میرے تختہ پر آ گیا اور مجھ سے بُری بات کی خواہش کرنے لگا۔ میں نے کہا۔ اللہ سے ڈر۔ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اس سے خلاصی اس کی بندگی سے بھی مشکل ہو رہی ہے۔ چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں۔ کہنے لگا۔ ان باتوں کو چھوڑ۔ خدا کی قسم یہ کام ہو کر رہے گا۔ یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا۔ میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھری جس سے یہ ایک دم رونے لگا۔ میں نے اس سے کہا اچھا ذرا ٹھہر جا۔ میں اس بچہ کو سلا دوں۔ پھر جو مقدر میں ہوگا۔ ہو جاوے گا۔ اس حبشی نے اس بچہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کو سمندر میں پھینک دیا۔ میں نے اللہ پاک سے کہا۔ اے وہ پاک ذات جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے۔ میرے اور اس حبشی کے درمیان تو بھی اپنی طاقت اور قدرت سے جدائی کر۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ پاک ہے۔ اس کی بڑی شان ہے۔ خدا کی قسم میں ان لفظوں کو پورا بھی نہ کرنے پائی تھی کہ سمندر سے ایک بہت بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے سر نکالا۔ اور اس حبشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں گھس گیا۔ اور مجھے اللہ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے۔ اس حبشی سے بچایا۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پاک ہے۔ اس کی بڑی شان ہے۔ اس کے بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ تختہ جزیرہ کے کنارہ سے لگ گیا۔ میں وہاں اتر پڑی۔ اور یہ سوچتی رہی کہ یہاں گھاس کھاتی رہوں گی اور پانی پیتی رہونگی۔ جب تک اللہ جل شانہٗ کوئی سہولت کی صورت پیدا کرے۔ اسی کی مدد سے کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ چار دن مجھے اس جزیرہ میں گزر گئے۔ پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی سمندر میں چلتی ہوئی نظر آئی۔ میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف اشارہ کیا اور کپڑا جو میرے اوپر تھا۔ اس کو خوب ہلایا۔ اس میں سے تین آدمی ایک ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آ گئے۔ میں ان کے ساتھ اس ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی۔ تو میرا یہ بچہ جس کو اس حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا۔ اس کو دیکھ کر میں اس پر گر پڑی۔ میں نے اس کو چوما گلے سے لگایا۔ اور میں نے کہا یہ میرا بچہ ہے۔ میرا جگر پارہ ہے۔ وہ کشتی والے کہنے لگے تو پاگل ہے۔ تیری عقل ماری گئی ہے۔ میں نے کہا نہ میں پاگل۔ نہ میری عقل ماری گئی۔ میرا عجیب قصہ ہے۔ پھر میں نے ان کو اپنی سرگزشت سنائی۔ یہ ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا۔ اور کہنے لگے تو نے بڑی حیرت کی بات سنائی۔ اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں۔ جس سے تجھے تعجب ہوگا۔ ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے ہوا موافق تھی۔ اتنے میں ایک جانور سمندر سے پانی کے اوپر آیا۔ اور اس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک غیبی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈبو دی جائے گی۔ ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا لیا۔ اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا۔ تیرا واقعہ اور یہ واقعہ دونوں بڑی حیرت کے ہیں۔ اور اب ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد سے اللہ جل شانہٗ ہمیں کسی گناہ پر نہ دیکھے گا۔ اس کے بعد ان سب نے توبہ کی۔ وہ پاک ذات کتنی مہربان ہے بندوں کے احوال کی خبر رکھنے والی ہے۔ بہترین احسان کرنے والی ہے۔ وہ پاک ذات مصیبت زدوں کی مصیبت کے وقت مدد کو پہنچنے والی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز سے متعلق نظمیں

الجمعیۃ دہلی میں متعدد بار اعلان کیا جا چکا ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق جن حضرات نے اپنے جذبات کا اظہار نظم کی صورت میں کیا ہے۔ وہ ساری نظمیں خاکسار کے پتہ پر بھیج دیں۔

الحمد للہ اس سلسلہ میں نظمیں کافی تعداد میں موصول ہو رہی ہیں۔ مگر آنیوالی ڈاک میں زیادہ تر تازہ کلام آ رہے ہیں۔ اس لئے اس چیز کی وضاحت ضروری سمجھی گئی کہ وہ تمام نظمیں فراہم کی جا رہی ہیں جو شروع سے اس وقت تک حضرت اقدس کے متعلق کہی گئی ہیں یعنی خواہ وہ زمانہ حیات کی ہوں یا وصال کے بعد کی۔ پھر وہ شائع ہو چکی ہوں یا شائع نہ ہوئی ہوں۔

لہٰذا ارباب ذوق اور شعرائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ پہلی فرصت میں اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں اور اپنی اُردو فارسی اور عربی نظمیں نیز قطعات تاریخ بعجلت تمام روانہ فرمائیں۔ نظم بھیجنے والے حضرات ان چیزوں کا لحاظ رکھیں۔

(۱) شاعر کا نام تخلص اور پورا پتہ

(۲) نظم کب اور کس موقعہ پر کہی گئی

(۳) کسی جلسہ میں پڑھی گئی یا نہیں اور پڑھی گئی تو کہاں اور کس موقعہ پر

(۴) حیات میں کہی گئی یا بعد وصال

(۵) اور دوسری تفصیلیں جو آپ ضروری سمجھیں

مجھے امید ہے کہ جلد توجہ فرما کر شکریہ کا موقعہ عطا فرمایا جائیگا

پتہ: رشید الدین حمیدی مدنی منزل دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

ذکر الٰہی

از جناب محمد شفیع عمر الدین ساہیوال

سلسلہ کے لئے دیکھیں خدام الدین ۱۴ فروری ۱۹۵۸ء

(۲۲)

یادِ الٰہی سے غفلت

اللہ تعالےٰ نے فرمایا :-

وَ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۙ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۙ (الکہف رکوع ۱۱ ع ۱۶) ترجمہ :- اور ہم دوزخ کو اس دن کافروں کے سامنے پیش کریں گے۔ جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔ (حضرت مولانا احمد علی صاحب)

الحاصل دوزخ میں جانے والے بدنصیب کافروں نے قوت بینائی اور قوت شنوائی جیسی دو عظیم الشان نعمتوں کو ضائع کر دیا تھا۔ ان سے صحیح کام نہ لیا۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یعنی اپنے عقل کی آنکھ نہ تھی کہ قدرتیں دیکھ کر یقین لاویں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے سمجھیں۔

انہوں نے قوت بصارت اور قوت سماعت سے صحیح کام نہ لیا۔ ان دونوں قوتوں کو کلام الٰہی کی لذت سے ناآشنا رکھا اور بیہودہ اور غیر شرعی امور میں پڑ کر ان کا ناجائز استعمال کیا۔

آنکھوں پر کفر و شرک اور تعصب کی پٹی باندھے رکھی۔ ظاہری آنکھوں سے احکام الٰہی کی تلاوت نہ کی اور دل کی آنکھوں سے کام لے کر غفلت کو نہ چھوڑا اس بات کا ذرا بھر فکر نہ کیا کہ آخرت کی زندگی کا سامان اس چار روزہ حیات میں ہی کرنا ہے اور اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے نظام حیات یعنی قرآن مجید کو پڑھنا ہے۔ اور اس پر عمل کرنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو جو قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے اپنی زندگی کا دستور العمل بنانا ہے۔ باقی کاموں کے لیئے تو اس کو وقت مل سکا فضول مجالس میں شریک ہوتا رہا۔ مگر ایسی مجالس میں جدھر قال اللہ و قال الرسول کا ذکر ہوتا رہتا تھا۔ سے دور رہا۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم ہوشیار ہو جائیں اپنی آنکھوں اور کانوں پر سے غفلت کے پردے دور کر لیں اور ان کا صحیح استعمال کریں ؎

ذکر چشم از خوف حق بگریستن
باز در آیات او نگریستن
استماع قول رحمٰن ذکر گوش
تا توانی روز شب در ذکر کوش

(عطار رح)

یعنی حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔ کہ آنکھ کا ذکر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے خوف سے آنسو بہائے جائیں اور پھر قرآن مجید کی آیات کو پڑھا جائے۔ کان کا ذکر یہ ہے کہ کلام الٰہی سنا جائے اب جس قدر ممکن ہو سکے۔ رات دن ذکر الٰہی میں کوشاں رہ۔

حضرت ابوالحسین ابن شمعونؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ کہ ہر سخن کہ از ذکر خالی است لغو است و ہر خاموشی کہ از فکرت خالی است سہو است و ہر نظر کہ از عبرت خالی است سہو است۔ (نفحات الانس جامی رح) یعنی ہر وہ بات جس میں ذکر الٰہی نہ کیا جائے لغو ہے۔ اور ہر وہ خاموشی جس میں فکر نہ ہو۔ سہو ہے۔ اور ہر وہ نظر جس سے عبرت حاصل نہ ہو لہو ہے۔

حضرت شبلیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ ظاہری آنکھوں کو محرمات کے دیکھنے سے اور باطن کی آنکھوں کو ماسوی اللہ کے دیکھنے سے بچانا چاہیئے۔ (نفحات الانس)

افضل عمل

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک اعرابی آنحضرت صلعم کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ (۱) اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ کونسا آدمی بہتر ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ

یعنی اس کے لئے خوشحالی ہے۔ جس کی عمر دراز ہوئی اور اس کے نیک عمل ہوئے۔

(۲) اس نے پھر سوال کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ

یا رسول اللہ کون سا عمل بہتر ہے۔

سرکار دو عالم نے فرمایا۔ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ

یعنی جب تو دنیا سے جدا ہو۔ تو تیری زبان ذکر اللہ سے تر ہو۔

(مشکوٰۃ رواہ احمد و ترمذی)

الحاصل انسان کو کوشش کرنی چاہیئے کہ مرتے دم تک ذکر اللہ کا دامن نہ چھوٹے۔

غافل ز احتیاطِ نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس نفسِ واپسیں بود

یعنی ہر وقت سانس کا خیال رکھے کہ کوئی سانس غفلت میں نہ گزرے کیا خبر یہی سانس آخری سانس ہو۔

ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ ہر سانس کو آخری سانس سمجھے شاید دوسرا سانس آئے یا نہ آئے اپنے شیخ کی ہر ملاقات کو آخری ملاقات سمجھ کر دین سیکھے۔ کیا خبر پھر میسر ہو یا نہ ہو۔ ؎

دو چیز حاصل عمر است نام نیک و ثواب
وزیں دو درگذری کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَان

(قصائد سعدیؒ)

(باقی دارد)

سندھ کے ابتدائی مسلمان

از جناب قاضی عبدالحفیظ تھریجانوی سکھر

۱۲ھ میں جبکہ اسلام کا آفتاب پورے آب و تاب سے عرب کے نیلے آسمان پر روشن ہو کر اور تمام دُنیا کی جہالت کے اندھیرے کو اپنی روشن کرنوں سے مٹا رہا تھا۔ یعنی جب موسیٰ اور طارق نے اسلامی جھنڈا جبرالٹر (جبل الطارق) اسپین میں جا کر گاڑا تھا اور قطیبہ اپنا اسلامی لشکر لے کر چین فتح کر رہا تھا اور محمد بن قاسم اپنے لشکر کے گھوڑوں کو دریائے سندھ سے پانی پلا رہا تھا اور جب اسلامی لشکر یہ گیت گا رہا تھا شعر

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

اس وقت اسلام کا ظہور ہماری سندھ میں ہُوا۔ جس کو باب الاسلام (اسلام کا دروازہ) بھی کہا جاتا ہے۔ اس وقت سندھ میں بہت سی قومیں رہتی تھیں۔ لیکن جس قوم نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ وہ "چھنہ" قوم تھی۔ جس نمونہ سے اس قوم نے اسلام قبول کیا ہے۔ اس کا ذکر تواریخ اس طرح لکھ رہی ہے۔ جب محمد بن قاسم نے سیوہن میں آ کر ڈیرے لگائے تب چھنہ قوم نے اپنا ایک جاسوس حالات جانچنے کے لئے ان کی چھاؤنی میں بھیجا۔ وہ وقت مغرب کی نماز ادا کرنے کا تھا اور عرب اس وقت امام کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔ جب جاسوس نے دیکھا کہ اس نئی قوم میں اتفاق حد سے زیادہ ہے۔ تب جاسوس نے جا کر اپنے سردار کو حال سنایا۔ سردار نے جب یہ ماجرا سُنا تو فوراً کہا کہ اگر اس قوم میں اتنا اتفاق ہے تو چلو ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ پھر سردار اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سب نے آ کر اسلام قبول کیا۔ (تحفۃ الکرام جلد ۳ صفحہ ۱۵-۱۶)

یہ سندھ میں اسلام کا ایک پرانا پایہ تھا۔ عربوں نے اس کے لئے چھنہ قوم کو جاگیریں عطا کیں۔ اس وقت چھنہ قوم ساہوکار قوم تھی۔ اس لئے عربوں نے ان کو اپنی تاریخوں میں مرزوق کر کے لکھا ہے۔ یعنی (رزق والے)۔ ذلواہ صفحہ ۳۲-۳۳)

سندھ میں سیوستان (سیوھن) ایک قدیمی شہر ہے اور تمام قدیمی زمانہ میں بھی سیوھن کے علاقہ کی دارالحکومت تھا۔ جس وقت عرب آئے۔ اس وقت بھی یہ علاقہ چھنہ قوم کے ماتحت تھا۔ سر ایلیٹ اور ڈاؤسن نے اپنی مشہور تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ چھنہ قوم کی حکومت سیبھی (سیوستان) میں تھی۔ اور سندھ ندی کے مغربی کی طرف کا ملک عربوں نے چھنہ قوم سے لیا تھا۔ چچ نامہ میں مذکور ہے کہ جب عربوں نے سندھ پر حملہ کیا۔ تب لوہانہ برہمن آباد میں بچھ اور میں سمول نے نیرن کوٹ اور چھنہ قوم سیسم (سیوستان) میں حکومت کر رہے تھے۔ تاریخ میں مذکور ہے کہ جب محمود غزنوی نے سومناتھ پر حملہ کیا اور سندھ سے آ کر گذرا۔ تب سندھ سات علاقوں میں تقسیم شدہ تھی۔ جن میں سے دو علاقے چھنہ قوم کے حوالہ میں تھے۔ ایک سیوستان جس میں پھنوں چھنہ کی حکومت تھی اور (۲) بھاگنائی (بھاگناڑی) جس میں جان محمد اللہ دتہ چھنہ کی حکومت تھی (تحفۃ الکرام)

دولت علویہ کے صاحب لکھ رہے ہیں کہ محمود غزنوی کے حملے کے وقت سکھر اور اپر سندھ کے علاقے چھنہ قوم کے ہاتھ میں تھے۔ مگر وہ مُلتان کے حاکم کو (جب اس وقت سندھ کا دارالحکومت تھا) دُوسرے صوبوں کی طرح محصُول نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ عربوں نے اُن کی تمام زمین پر فقط (پیداِئش کا دسواں حصّہ) مقرر کیا تھا اس وقت سکھر کے علاقہ میں ریاست بہاولپور کا بھی حصہ تھا۔ بعض تاریخوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ چناب ندی یہ چھنہ قوم کی کھدوائی ہوئی ہے۔ اس لئے اس پر چناب کا نام پڑا۔ (چھنہ آب) سر ایلیٹ اور ڈاؤسن نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ چھنہ قوم کے آدمی اصل

بیاس راجپوت کے نسل سے ہیں۔ اور اُن کا اصلی وطن اجودھیا تھا۔ اس کے بعد یہ کچھ میں آئے اور رائے دیاچ گرنار کا مشہور بادشاہ بھی اسی قوم سے تھا

یہی وہ پھول ہیں جو ان کے ہاں منظور ہوتے ہیں

از جناب منظور سعید احمد جالندھری

جو اُن کے فیض کے انوار سے معمُور ہوتے ہیں
وُہ ذرّے بھی الٰہی کس قدر پُر نور ہوتے ہیں

ادب، طاعت، عقیدت کو نہ ہرگز چھوڑنا اے دل
یہی وُہ پھول ہیں جو ان کے ہاں منظور ہوتے ہیں

یہ وصفِ خاص ہے اُن کا یہی تو ہے کمال اُن کا
نظر ہوتے ہوئے بھی آنکھ سے مستور ہوتے ہیں

ظہورِ شفقتِ پیہم ورودِ شانِ استغنا،
بہت نزدیک ہو کر بھی وُہ کتنا دور ہوتے ہیں

محبّت ہو تو دُوری قرب ورنہ قرب بھی دوری
نرالے کچھ دیارِ عشق کے دستور ہوتے ہیں

عطا کر دے اگر اک جام وہ ساقی تو پھر کیا ہو
کہ جس کی دید سے ہی تشنہ لب مخمور ہوتے ہیں

دُعائے شیخ سے پہنچوں تو پہنچوں اپنی منزل پر
وگرنہ میرے جیسے رہ میں چکنا چُور ہوتے ہیں

خلوص و صدق و جذبِ شوق ہو منظور جب جانیں
ترے جیسے ہزاروں نسبتی مشہور ہوتے ہیں

امام الہند حضرت مولانا آزاد مرحوم کی زندگانی پر طائرانہ نظر

از جناب ایم عبدالرحمن صاحب لودھیانوی بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ

دنیائے اسلام کے جیّد عالم، برّصغیر کی جنگ آزادی کے بے باک سپہ سالار اردو کے صاحب طرز انشا پرداز، فقید المثال صحافی اور رہنما مولانا ابوالکلام آزاد وزیر تعلیم ہند ۲۲ر فروری کو علی الصبح دو بج کر دس منٹ پر اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ٥

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی ابتدائی زندگی پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ اُن کے اصل نام سے بھی آشنا نہیں۔ مولانا نے خود بعض جگہ اپنا نام احمد لکھا ہے۔ کچھ لوگ ان کا نام محی الدین بتاتے ہیں۔ اور مرحوم کے ایک بہت پرانے خط میں محی الدین لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح مولانا مرحوم کے والد بزرگوار کے متعلق بھی بہت کم لوگ واقفیت رکھتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اُن کے والد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان کو خیر باد کہہ دیا تھا اور سلطان عبدالحمید کی دعوت پر قسطنطنیہ چلے گئے تھے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ سابق نواب ریاست رامپور ان کے مریدوں میں سے تھے۔ عام اندازہ کیا جاتا ہے کہ مولاناؒ کے والد انیسویں صدی کے آخر میں بمبئی سے روانہ ہوئے اور انہوں نے مکّہ معظمہ میں رہائش اختیار کی۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم بھی مکّہ معظمہ میں ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ حضرت شیخ محمد بن طاہر مفتی مدینہ منورہ کی بھانجی تھیں۔ اور ان کے دادا مولانا محمد ہادی دہلی کے ایک مشہور خاندان علم و فضیلت سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد سے حاصل کی۔ مولانا مرحوم کی پیدائش سے کوئی ۱۰/۱۲ برس بعد ان کے والد ہندوستان آئے اور کلکتہ میں رہائش اختیار کی۔ بنگال میں بے شمار لوگ ان کے والد صاحب کے مرید ہو گئے۔ مرحوم ۱۲ برس کی عمر میں ہی امام غزالی کی زندگی کے حالات ترتیب دینا چاہتے تھے۔ جب ان کی عمر ۱۴ برس کی ہوئی تو ان کے مضامین بلند پایہ ادبی رسالہ مخزن میں شائع ہونے لگے۔ ۱۶ برس کی عمر میں انکی کافی شہرت ہو چکی تھی۔ اس زمانہ میں مرحوم علمی مجالس میں بھی حصّہ لیتے تھے۔ اس قسم کی ایک محفل میں مولانا شبلیؒ سے ان کی ملاقات ہوئی تو وہ آپ سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں اپنے ساتھ ندوہ لے گئے۔ جہاں الندوہ کی ادارت ان کے سپرد کی گئی۔ مولانا سلیمان ندویؒ کا کہنا ہے کہ شبلیؒ ہی نے نوجوان ابوالکلام کو مولانا بنایا۔

۱۹۰۶ء میں مولانا نے امرتسر کے ایک سہ روزہ اخبار وکیل کی ادارت سنبھالی۔ ۱۹۰۹ء میں آپ کے والد صاحب کا انتقال ہوا۔ اور وہ امرتسر چھوڑ کر بمبئی اور پھر کلکتہ چلے گئے۔ ۱۳ر جولائی ۱۹۱۲ء کو مولانا نے اپنے مشہور اخبار الہلال کا پہلا پرچہ شائع کیا۔ اس اخبار نے توقع سے زیادہ مقبولیت حاصل کی۔ الہلال اپنی طباعت اور مواد کے اعتبار سے اپنے پیشرو کامریڈ سے بھی بازی لے گیا۔ یعنی اس صدی کے ابتدائی زمانہ میں الہلال باریک آرٹ پیپر پر خوبصورت ٹائپ میں چھپتا تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مولانا نے اپنے بعض مستقل کالموں کے جو عنوانات تجویز کیے تھے۔ وہ آج بھی اخبارات میں استعمال ہوتے ہیں۔ الہلال کے مضامین میں ترکی اور دیگر اسلامی ممالک کے مسائل پر سیر حاصل تبصرہ کیا جاتا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں حکومت نے الہلال پریس کی ضمانت ضبط کر لی۔ اور دس ہزار روپے کی نئی ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا۔ اس پر الہلال کی اشاعت ختم ہو گئی۔ مگر عرصہ بعد مولانا نے البلاغ کے نام پر ایک اور اخبار ہفت روزہ جاری کیا

۱۹۱۶ء میں مولانا کو بنگال سے نکل جانے کا حکم دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی البلاغ بھی ختم ہو گیا۔ مولانا رانچی چلے گئے جہاں انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں مولانا نے "تذکرہ لکھا۔ اور رہائی کے بعد ملکی سیاست میں سرگرم حصہ لینا شروع کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے کانگرس میں شرکت کی۔ جس سے وہ آخری دم تک وابستہ رہے ابتلا و آزمائش کے کئی دور آئے۔ مگر مولانا مرحوم کے قدم کبھی نہیں ڈگمگائے۔ آپ نے ۱۱ سال قید و بند میں گزارے۔ اور وہ کمال استقامت سے اپنے نظریے کے مطابق جہد آزادی میں شریک رہے۔ مولانا ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۶ء تک آل انڈیا کانگریس کے صدر بھی رہے اور کانگریس نے "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک آپ کی صدارت ہی کے زمانہ میں شروع کی۔ جس کی وجہ سے مولانا مرحوم کو بھی جیل بھیج دیا گیا۔ اس قید میں مولانا نے غبار خاطر لکھی۔ اعلان آزادی سے پہلے عبوری حکومت میں بھی مولانا آزاد شامل تھے اور وزارت تعلیم کا قلمدان ان کے سپرد تھا۔ اعلان آزادی کے بعد بھی یہ محکمہ ان کے سپرد رہا اور وہ دس برس سے زائد اس منصب پر فائز رہے۔ آپ کا شمار برّصغیر کے آلمعی نفس مفکروں میں ہوتا تھا۔ آپ نے قرآن مجید کی جو شرح ترجمان القرآن کے نام سے لکھی۔ وہ اس دور کے تعلیمیافتہ مسلمانوں کے ذہنوں پر بہت اثر انداز ہوئی۔ اور یہ تفسیر مرحوم و مغفور کا ایک غیر فانی کارنامہ ہے۔ ۲۰ر جولائی ۱۹۳۰ء کو یہ کام ختم ہوا۔

حضرت مولانا مرحوم کی زندگی مختلف اور متضاد حیثیتوں میں بٹی ہوئی تھی۔ وہ ایک ہی زندگی اور ایک ہی وقت میں مصنف بھی تھے۔ مقرّر بھی تھے، مفکّر بھی تھے، فلسفی بھی تھے، ادیب بھی تھے۔ مدیر بھی تھے، اور ساتھ ہی سیاسی جد و جہد کے میدان کے سپہ سالار بھی تھے۔ دینی علوم کے تبحر کے ساتھ عقلیات اور فلسفے کا ذوق بہت کم جمع ہوتا ہے۔ اور علم و ادب کے ذوق نے ایک ہی دماغ میں بہت کم آشیانہ بنایا ہے۔ پھر علمی اور فکری زندگی کا میدان عملی سیاست کی جد و جہد سے اتنا دور واقع ہوا ہے کہ ایک ہی قدم دونوں میدانوں میں بہت کم اُٹھ سکے ہیں۔ مگر مولانا مرحوم

کی زندگی ان تمام مختلف اور متضاد حیثیتوں کی جامع تھی۔ گویا ان کی ایک زندگی میں بہت سی زندگیاں جمع ہو گئی تھیں۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

مولانا مرحوم کی موت ایک عظیم انسان کی موت ہی نہیں۔ ایک فقید المثال ادارہ کی موت ہے۔ ہم آج اشکبار چہروں کے ساتھ اس کی یاد میں دل کے پرچم جھکاتے ہیں۔ یہ ہندوستان اور پاکستان ہی کا ماتم نہیں۔ ایشیا کا ماتم ہے مسلمانوں کا ماتم ہے۔ اسلام کا ماتم ہے۔ علم کا ماتم ہے اور عمل کا ماتم ہے۔

دہلی نے جہاں تاریخ کے اور بہت سے ورق اپنی گود میں لے رکھے ہیں۔ وہاں آج کی تاریخ کی یہ عظمت بھی اس کی گود میں دفن ہو رہی ہے اور ہم عقیدت و ارادت کی جبینیں جھکائے ہوئے زخمی دلوں کے ساتھ اس کی بارگاہ عظمت کو اپنے اشکبار چہروں کا سلام بھیجتے ہیں۔

رفتی و از رفتنِ تو عالم تاریک شد

شیخ الحدیث مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے انتقال کے بعد یہ دوسرا قومی سانحہ ہے جو تمام مسلمانوں کو بالعموم اور بھارتی مسلمانوں کو بالخصوص برداشت کرنا پڑا۔ مولانا مرحوم اپنے علم و فضل کے لحاظ سے سارے عالم اسلام کی متاع عزیز تھے۔ آپ اردو عربی اور فارسی زبانوں کے ماہر، صاحب طرز انشا پرداز، جلیل القدر مفسر قرآن اور ممتاز سیاستدان تھے۔ آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۲۱ء میں کیا۔ جب انگریزی سامراج کے خلاف ایک لفظ بولنا اور لکھنا قید و بند ہی نہیں جلا وطنی اور دار و رسن کا موجب ہوا کرتا تھا۔ آپ کانگرسی لیڈروں کے اس گروپ کے سردار تھے جو انگریزی سلطنت سے کسی قسم کی مصالحت کو جائز تصور نہیں کرتا تھا۔ درحقیقت ہندوستان کے وزیر اعظم آپ ہی تھے۔ کیونکہ ہر مشکل مسئلہ میں آپ ہی کے مشورہ پر عمل درآمد کیا جاتا تھا۔

مولانا تقسیم ہند میں خلاف رائے رکھتے تھے۔ لیکن جب ملک تقسیم ہو گیا تو انہوں نے پاکستان اور بانیٔ پاکستان کے خلاف اشارۃً یا کنایۃً کچھ بھی نہیں کہا۔ آپ بھارت کی حکمران پارٹی کے ان لیڈروں میں تھے جو دونوں ملکوں کے تعلقات کو ہر صورت میں بہتر بنانے کے حامی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ہمارے سابق گورنر جنرل مسٹر غلام محمد اور سابق وزیراعظم مسٹر محمد علی بوگرا نے نئی دہلی جا کر مولانا مرحوم کو ان کی اخلاقی امداد کا شکریہ ادا کیا تھا۔

فرشتۂ اجل نے ایسے وقت مولانا کے رشتۂ حیات کو قطع کیا ہے۔ جبکہ ان کا وجود بھارت کے چار کروڑ مسلمانوں کا بہت بڑا سہارا تھا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہم سب دست بدعا ہیں کہ وہ مولانا کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہزار ہزار رحمتیں ان پر نازل فرمائے آمین۔

برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت

مولانا آزاد کا بیان

میں مسلمانان ہند میں پہلا شخص ہوں جس نے ۱۹۱۲ء میں اپنی قوم کو اس جرم کی عام دعوت دی اور تین سال کے اندر اس غلامانہ روش سے ان کا رخ پھیر دیا۔ جس میں گورنمنٹ کے پیہم فریب نے انہیں قید کر رکھا تھا۔

تبصرہ

شاہ ولی اللہؒ اور تقلید

مؤلفہ: حضرت مولانا حافظ محمد علی صاحب صدیقی کاندھلوی:۔ مہتمم دار العلوم الشہابیہ۔ سیالکوٹ شہر

ضخامت ۵۶ صفحات

کاغذ بہتر۔ کتابت معمولی۔ طباعت ناقص۔

ناشر۔ محمد اکرام صاحب۔ مالک افتخار انڈسٹری رنگپورہ روڈ۔ سیالکوٹ شہر

حضرت شاہ ولی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات تھے۔ کئی پشتوں تک ان کا گھرانہ علوم ظاہری اور باطنی کی روشنی سے ہند و پاکستان کو جگمگاتا رہا۔ اس برصغیر میں ہر مکتب خیال کے علماء ان کو اور ان کے خاندان کے دوسرے حضرات کو مسلم التعظیم بزرگ تسلیم کرتے تھے۔ لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ جب سے فرقہ پرستی نے سر اٹھایا ہے انکی ذات گرامی بھی طعن سے محفوظ نہیں رہ سکی منجملہ اور بہتانات کے ان کے متعلق یہ بھی کہا جانے لگا کہ وہ غیر مقلد تھے۔ اس مختصر کتاب میں فاضل مؤلف نے اس بہتان کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے شاہ صاحبؒ کی اپنی تصنیفات اور دوسرے حضرات کی کتابوں سے ناقابل تردید ثبوت پیش کئے ہیں۔ جن سے یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ نہ صرف حضرت شاہ صاحبؒ بلکہ ان کا پورا خاندان حنفی اور مقلد تھا۔ اس خاندان نے ہند و پاکستان میں کتاب و سنت کی اشاعت کے سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان پر طعن بازی ان خدمات کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اور ہماری رائے میں یہ محسن کشی ہے جو انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے ایک بہت بڑا جرم ہے اللہ تعالیٰ علمائے کرام اور عوام کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اس سلسلہ میں فاضل مؤلف کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔

فضیلت ماہ شعبان اور شب برات

از جناب الحاج عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی شیخوپورہ

برادران اسلام - ماہ شعبان قمری مہینوں میں سال کا آٹھواں مہینہ ہے - اس کی فضیلت اور برکت اس کے نام ہی سے ظاہر ہوتی ہے اس کو شعبان المعظم اس لئے کہا جاتا ہے کہ لفظ شعبان کا مفہوم اور معنی یہ ہے کہ اس مبارک مہینہ میں قرب ماہ رمضان اور تعظیم رمضان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ رحمت عام پھیلائی جاتی ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شعبان رجب اور رمضان کے درمیان ایک مبارک مہینہ ہے - جس کی فضیلت اور عظمت سے لوگ غافل و بے فکر ہیں -

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم دُعا فرماتے تھے کہ اے اللہ رجب اور شعبان میں ہمارے لئے خیر و برکت عطا فرما اور عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے - آپؐ اس مہینہ میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے - قریب قریب تمام مہینہ روزوں ہی میں گذرتا تھا - کبھی کبھی ترک بھی کر دیا کرتے تھے تاکہ لوگ ان کو فرض سمجھ کر مشقت میں نہ پڑ جائیں - آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ زیادہ محبوب ہے

صحابہ کرامؓ خیر القرون اور قرون وسطیٰ کے خاص خاص مسلمانوں کی یہ حالت ہو جایا کرتی تھی کہ شعبان کا چاند دیکھتے ہی قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے - دولت مند اصحاب اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کر ضعفا اور مساکین میں تقسیم فرماتے اور حکام اسلام مجرموں پر حدود جاری کرنے میں تعجیل فرماتے اور بہت سے قیدیوں کو رہا کر دیتے -

فضیلت شب برات

شعبان کی ۱۴ تاریخ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۶ر مارچ ۱۹۵۸ء کو جو رات عنقریب آنے والی ہے - اُسے شب برات کہتے ہیں - اس رات کا ذکر قرآن مجید میں صاف طور پہ نہیں ہے - البتہ سورہ دخان پ ۲۵ کی ابتدائی آیات میں ایک مبارک رات کا ذکر ہے - جس میں سال بھر کے متعلق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے لوح محفوظ سے نقل کر کے اُن فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں - مگر یہ آیت لیلۃ القدر پر دلالت کرتی ہے - کیونکہ اس میں نزول قرآن کا ذکر ہے - ممکن ہے کہ شب برات میں واقعات لکھ لئے جاتے ہوں اور شب قدر میں سپرد کئے جاتے ہوں - ابتدا شب برات سے ہو اور انتہا لیلۃ القدر پر ہو -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے - انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں نہ پایا - پھر وہ ناگہاں جنت البقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے - تب آپ نے فرمایا - اے عائشہؓ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے - میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں - تب آپؐ نے فرمایا - تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دُنیا پر نزول فرماتا ہے - اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ لوگوں کو بخشتا ہے لیکن مندرجہ ذیل اشخاص کو نہیں بخشتا جبتک

(۱) کینہ ور مسلمان جس نے بغض و عناد کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں یا اپنے مسلمان بھائیوں سے علیک سلیک بند کر دی ہو -

(۲) مشرک یعنی خدا کی ذات و صفات میں شرک کرنے والا -

(۳) جادوگر (۴) نجومی (۵) بخیل - (۶) ماں باپ کو ستانے والا - اور ان کے حقوق ادا نہ کرنے والا (۷) سود خوار (۸) زانی شرابی

برادران اسلام اگر خدا نخواستہ ہم میں سے کوئی اپنے اندر ان گناہوں میں سے کوئی گناہ پائے تو فوراً تائب ہو جائے اور اس مبارک و جلیل القدر رات میں عبادت و استغفار سے تلافی مافات کرے

یہ رات اتحاد و وحدت کی رات ہے مسلمانوں پر اتفاق کرنا فرض ہے - اور مسلمان ہو کر فرقہ بندیاں بنا لینا حرام ہے - وحدت کا نتیجہ اتفاق و اتحاد ہے - اور شرک کا نتیجہ فرقہ بندی اور نفاق ہے - اب چند دن کے بعد شبرات کی تقریب آ رہی ہے - سو آپ پورے جوش کے ساتھ کوشش کر کے اپنی ساری قوم میں وحدت اور اتفاق کی روح پیدا کر دیں -

مذکورہ بالا تمام احادیث کا مطلب یہ ہے کہ شعبان کی پندرھویں رات تقدیر کی رات ہے - مغفرت کی رات ہے - اور ہر انسان کے سینہ کو شرک اور عداوت سے پاک کر دینے کی رات ہے -

اُسوۂ رسولؐ

رسول پاک اس رات موتیٰ کے لیے دعائے مغفرت فرماتے - اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ ہونے کے لئے تمام رات اللہ کی عبادت میں گذار دیتے - یہاں تک کہ پاؤں متورم ہو جاتے اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھتے - خدا کے فرشتے احکام خداوندی کا اتباع کرنے والوں پر مبارکباد اور خوشخبری سناتے ہیں -

صحابۂ کرام، آئمہ عظام اور سلف صالحین پاک صاف ہو کر فرض نماز مغرب و عشا با جماعت پڑھ کر نماز نفل تنہا بغیر جماعت پڑھا کرتے - قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے حدیث شریف پڑھتے - سبحان اللہ - الحمدللہ اللہ اکبر کا وظیفہ کرتے - درود شریف پڑھتے صلوٰۃ تسبیح پڑھتے - جس کے پڑھنے سے آدمی کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں - اور جس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت کرے اور ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے کوئی سورۃ ساتھ ملائے - اور اس کے بعد قیام ہی کی حالت میں ۱۵ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے - پھر رکوع میں ۱۰ مرتبہ یہی دُعا پڑھے - پھر رکوع سے سر اُٹھائے اور سجدہ میں جانے سے پہلے کھڑے ہوئے ۱۰ مرتبہ یہی دعا پڑھے - پھر سجدہ کرے اور دس مرتبہ اٹھائے اور ۱۰ مرتبہ یہی دُعا پڑھے - پھر دوسرے سجدہ میں ۱۰ مرتبہ اور سجدہ سے سر اٹھا کر ۱۰ مرتبہ - اس مقام پر حنفیہ کا یہ قول ہے کہ دوسرے سجدہ سے اُٹھنے

کے بعد ان تسبیحوں کے لئے قعدہ نہ کرے بلکہ اس کی بجائے الحمد سے پہلے دس مرتبہ پڑھ لینا چاہیئے۔ پھر دوسری رکعت کا قیام کرے۔ غرضیکہ ہر رکعت میں یہ وظیفہ ۷۵ بار پڑھے۔

بدعات و خرافات

حضرات قومی تنزل کے معنی یہ ہیں کہ قومی و دینی اشغال بظاہر قائم رہیں۔ لیکن اُنکی روح مفقود ہو جائے اور دینی اعمال و عقائد کے متعلق غلط احساسات و خیالات پیدا ہو کر حقیقی مذہب کی روح سلب کر لیں۔ حالانکہ یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ صحیح خیالات و احساسات قوموں کو ترقی کی طرف لے جاتے ہیں اور غلط احساسات و خیالات بالآخر پستی و تنزل کے غار ہلاکت میں گراتے ہیں۔

بھلا بتلایئے تو سہی کہ شعبان کی پندرھویں رات کو یہ حلوہ خوریاں اور آتش بازیاں کونسے مذہب کا حکم ہیں۔ ان کی اجازت کون سی شریعت میں دی گئی ہے اور ان کو کون سی عقل جائز رکھتی ہے۔ مگر ہماری قوم کو عقل و مذہب سے کیا سروکار۔ اور شریعت سے کیا تعلق۔ اس کا دین و مذہب تو صرف باپ دادا کی رسمیں اور شکم پرست لوگوں کے فتوے ہیں۔ خصوصیت سے حلوہ پکانا اور اس کو حکم شرعی جاننا زیادتی فی الدین ہے۔ اس حلوہ کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت اسی دن ہوئی تھی۔ یہ ان کی فاتحہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضورؐ کے جب دندان مبارک شہید ہوئے تھے تو آپ نے حلوہ نوش فرمایا تھا۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شب برات سے پہلے اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی فاتحہ نہ دلائی جائے تو وہ مُردوں میں شامل نہیں ہوتا۔ یہ خیال بالکل لغو ہے۔ آتشبازی چلانا مطلقاً اور بالخصوص اس رات میں بالکل حرام ہے۔ اس رات برتنوں کا بدلنا۔ گھر لیپنا۔ اور زیادہ چراغوں کا روشن کرنا بالکل بلا دلیل ہے۔ زیادہ روشنی کرنا ہندوؤں کی دیوالی سے لیا گیا ہے۔ اور بعض برامکہ سے شروع ہے۔ جو کہ اصل میں آتش پرست تھے۔ جب وہ اسلام لائے تو انھوں نے یہ رسم اسلام میں داخل کی تاکہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے وقت آگ کو سجدہ کریں۔

درس عبرت

دوستو! خدا کے لئے اپنے دینی اعمال و اشغال کی حقیقت و روح کو سمجھو۔ اسوۂ حسنہ کی پیروی کرو اور مذہب کے نام پر جو بدعات و خرافات آپ نے اپنے خود ساختہ مذہب میں داخل کر لی ہیں۔ ان سے چھٹکارا حاصل کرو۔ مسلمانوں کی ترقی کا راز صحیح عقائد کے اندر ہی مضمر ہے۔ اسلام نے غلط فاسد، غیر مشروع اور خود ساختہ مشرکانہ خیالات و اعمال کو شجر باطل کی طرح اکھیڑ کر پھینک دیا تھا۔ مگر آج ہم نے غلط عقائد بدعات اور خرافات کو دینداری اور ذریعہ رشد و ہدایت سمجھ رکھا ہے۔ غضب خدا کا ہمیں ماہ شعبان میں جو کچھ کرنا چاہیئے وہ تو کرتے نہیں اور خدا جانے کیا کیا کرتے ہیں۔ رحمانی اعمال کے نزدیک نہیں جاتے اور شیطانی اعمال میں انہماک ہوتا ہے۔

ایک تو حلوہ پکانے کی رسم بڑے زور شور سے منائی جاتی ہے۔ اور براوری میں بھاجی کے طور پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ روحیں رخصت کی جاتی ہیں۔ سیدالشہداء حضرت حمزہؓ کی علالت بیان کی جاتی ہے۔ دانتوں کے شہید ہونے کی روایت گھڑ لی جاتی ہے عورتیں بین اور سیاپہ کرتی ہیں۔ آتش بازی چلائی جاتی ہے۔ فضول خرچی کر کے شیاطین کے بھائی بنتے ہیں۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ۝ اور شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اے نبی اُن لوگوں کو چھوڑ دیجئے۔ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل کود بنا رکھا ہے اور انہیں دنیا کی چند روزہ زندگی نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ مسلمان بلا سوچے سمجھے ہر سال اپنی دولت کو آگ لگاتے ہیں یہ فعل خود ساختہ ہے۔ اس فعل سے آتش پرستوں کے مذہب کی تقلید ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ آتش بازی کا شوق ہماری قوم کو اقتصادی طور پر ہر سال تباہ کر دیتا ہے مسلمان اپنے بچوں کو آتش بازی کے لئے پیسے دے دیتے ہیں جو کہ لاکھوں روپے کی تعداد میں نکل کر جاپان۔ جرمنی اور غیر مسلم کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔ کئی لوگ اندھے ہو جاتے ہیں۔ بہت سے جل کر مر جاتے ہیں۔ آتش بازی سے فضا مکدر ہو جاتی ہے۔ سیاح فرشتوں کو بدبو کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔ رات کو چراغاں کیا جاتا ہے۔ جو کہ اسراف میں داخل ہے اور رام لیلا کی نقل ہے۔

اب تو آپ نے سمجھا کہ ان بدعات خرافات اور رسومات میں کیا کیا خرابیاں ہیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اسوۂ رسول کی پیروی پر چلنے کی توفیق بخشے اور ہم صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں۔ خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور خرافات کو چھوڑ دیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کر لیں۔ پھر نجات کہاں تلاش کرو گے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

بقیہ احادیث الرسول صفحہ ۱۲ سے آگے

بقیہ احادیث الرسول صفحہ ۱۲ سے آگے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جب آدمؑ کی عمر میں چالیس سال باقی رہ گئے تو موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا۔ آدم علیہ السلام نے اس سے کہا کیا ابھی میری عمر میں چالیس سال باقی نہیں ہیں۔ موت کے فرشتے نے کہا۔ کیا تم نے اپنی عمر کے چالیس سال اپنے بیٹے داؤدؑ کو نہیں دے دیئے تھے۔ پس آدمؑ نے اس سے انکار کیا۔ اور اُن کی اولاد بھی انکار کرتی ہے۔ اور بھول گئے آدم علیہ السلام (اپنے عہد کو) اور کھا لیا اُنھوں نے (ممنوعہ) درخت (کے پھل کو) اور بھولتی ہے ان کی اولاد بھی۔ اور خطا کی تھی آدمؑ نے اور خطا کرتی ہے ان کی اولاد بھی۔

حامداً و مصلیاً

چالیس حدیث

از جناب مولانا عبدالوہاب صاحب ملتان

چہل حدیث لکھنے کی وجہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص امتیوں کے دین کی خاطر ان تک میری چالیس حدیثیں حفاظت سے پہنچائے گا۔ وہ قیامت کے روز فقیہ (عالم) بنا کر اُٹھایا جائے گا۔ اور میں اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۶)

مسلمان نماز کی قدر کر

(۱) ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایئے کہ وہ کون سا عمل ہے جو اللہ کے یہاں سب سے زیادہ افضل ہو اس پر آپؐ نے فرمایا کہ وہ نماز ہے۔ اس نے عرض کیا پھر اس کے بعد آپؐ نے پھر یہی فرمایا۔ کہ نماز، اس نے پھر یہی سوال کیا کہ اس کے بعد پھر کون سا عمل ہے۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا کہ نماز، اس نے ایک مرتبہ پھر وہی سوال کیا کہ اس کے بعد پھر کس عمل کا درجہ ہے تو آپؐ نے فرمایا پھر جہاد کا ہے۔ (ترغیب ص ۱۷۱ ج ۱)

۲۔ اسی طرح ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ سے یہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایئے کہ اگر میں توحید و رسالت کو مان لینے کے بعد پنجوقتہ نماز ادا کرتا رہوں۔ اور زکوٰۃ بھی دیتا رہوں اور ساتھ ہی رمضان کے روزے اور اس کی راتوں کی عبادت بھی ادا کرتا رہوں تو پھر میرا شمار کن لوگوں میں ہو گا۔ تو اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تو پھر صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہو گا۔ (ترغیب ص ۶۸ ج ۱)

۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص مسلسل چالیس روز تک پنجوقتہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو دو انعام دے گا۔ ایک تو یہ کہ وہ منافق نہ ہو گا۔ دوسرے یہ کہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ (ترغیب ص ۱۵۱ ج ۱)

۴۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے چلے اور جب مسجد میں پہنچے تو معلوم ہو کہ جماعت تو ہو چکی تو اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو مسجد کے تمام جماعت سے نماز پڑھنے والوں کا جتنا ثواب دیتے ہیں۔ (ترغیب ص ۱۵۵)

۵۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں جماعت سے نماز پڑھے اس کو پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اور جو جنگل میں پڑھے اس کو پچاس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ (ترغیب ص ۱۵۶ ج ۱)

۶۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص عشاء اور فجر کی نماز با جماعت ادا کرے گا۔ اس کو تمام رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (ترغیب ص ۱۶۲)

مسلمان کہاں تو اور کہاں تیری نماز

۷۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص نماز کی حفاظت نہیں کرے گا وہ حشر کے دن فرعون اور ہامان قارون کے ساتھ ہو گا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸)

۸۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر دس اونٹنیوں کے مانند کوئی پتھر جہنم کے کنارے سے اس کنوئیں میں کہ جس کا نام غیّ ہے اور جس میں جہنمیوں کا پیپ بہتا رہتا ہے۔ ڈالا جائے تو اس کی تہ میں ستر سال میں پہنچے۔ (ترغیب ص ۲۱۷ ج ۱)

یہ حدیث پڑھنے کے بعد سورہ مریم کی آیت ۵۹ میں غور کرو۔ جس میں اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ نمازوں کو ضائع کر کے شہوات کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ وہ عنقریب غیّ سے ملاقات کریں گے یعنی اس میں ڈالے جائیں گے۔ فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا (سورہ مریم)

۹۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ فرمایا کہ جو شخص اذان کے سننے کے بعد بلا عذر جماعت سے نماز نہ پڑھے گا۔ بعد میں ادا کرے گا اس کی وہ نماز منظور نہ ہو گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ عذر جو جماعت ترک کرنے کے لئے معتبر مانا جا سکتا ہو کیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ بیماری اور خوف (ترغیب ص ۱۷۸ ج ۱)

۱۰۔ ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی آپؐ سے آ کر عرض کرتا ہے کہ حضور میں نابینا ہوں۔ اور مدینہ میں سانپ، بچھو قسم کے جانور بھی کثرت سے ہیں اور مجھے ساتھ لانے والا بھی کوئی نہیں ہے تو کیا ایسی صورت میں کسی وقت جماعت کو ترک کر کے گھر پر نماز ادا کر سکتا ہوں تو اس پر آپؐ نے اس سے پہلے یہ دریافت کیا کہ تم یہ بتاؤ کہ کیا اذان کا پتہ چل جاتا ہے تو اس نے عرض کیا کہ جی ہاں اذان کا پتہ تو چل جاتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ پھر جماعت چھوڑنے کی آپ کو بھی اجازت نہیں۔
(مشکوٰۃ ص ۹۶۔ ترغیب ص ۱۷۵ ج ۱)

۱۱۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ لوگ جو جماعت ترک کرتے رہتے ہیں وہ یا تو اس حرکت سے باز آ جائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو پھونک دوں گا۔ (ترغیب ص ۱۷۹ ج ۱)

۱۲۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی نمازیں منظور نہیں ہوتیں۔ ایک تو اس امام کی جس کی امامت لوگوں کو ناپسند ہو۔ دوسرے اس عورت کی کہ جس کا خاوند ناراض ہو۔ تیسرے ان دو مسلمان بھائیوں کی جن کی آپس میں ناچاقی ہو۔ (ترغیب ص ۱۷۶ ج ۱)

۱۳۔ ایک مرتبہ دو روزے داروں نے آپ کے یہاں ظہر یا عصر کی نماز پڑھ کر کچھ باتیں کیں تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ جاؤ دوبارہ وضو کرو اور اپنی اپنی نمازیں لوٹاؤ اور اپنے ان روزوں کو بھی پورا کرو اور دوسرے روز ان کی قضا بھی کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور آخر اس کی کیا وجہ ہے تو آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم نے ابھی فلاں کی غیبت نہیں کی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۵)

۱۴۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ سے یہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتلایئے کہ کوئی عورت رات کی شب بیدار ہو اور دن کی روزہ دار ہو۔ اور ساتھ ساتھ بڑی صاحب خیرات ہو۔ لیکن پڑوسیوں کے حق میں زبان دراز ہو۔ ایسی عورت کس درجہ میں ہو گی۔ تو آپؐ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ (ترغیب ص ۱۳۶ ج ۱)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے سوال کیا حضرت جو شخص رات کو عبادت کرتا ہو اور دن میں روزے رکھتا ہو۔ لیکن جماعت اور جمعہ میں شریک نہ ہوتا ہو وہ کیسا ہے تو آپ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ (ترغیب ص ۱۷۹ ج ۱)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا۔ کہ ہم کو نماز اور زکوٰۃ دونوں ہی کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا اب اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہ دے تو اس کی نماز بھی نماز نہیں۔ (ترغیب ص۱۴ ج۱)

۱۵۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص بدعتی ہو اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ نہ روزہ نہ نماز نہ حج نہ عمرہ نہ زکوٰۃ و خیرات۔ (ترغیب ص۲۵ ج۱)

۱۶۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے یہ عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ تعالےٰ سے میرے لئے ایسی دعا فرمائیں کہ میں ایسا ہو جاؤں کہ جو بھی دعا مانگوں وہی منظور ہو جایا کرے۔ تو اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے کھانے کو پاکیزہ بنا لو تو ایسے ہی ہو جاؤ گے اور پھر آپؐ نے قسم کھا کے فرمایا کہ جس شخص کے پیٹ میں ایک لقمہ بھی اگر حرام کا چلا جائے تو چالیس روز تک اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں قبول نہیں کیا جاتا۔ (ترغیب ص۸ ج۲)

۱۷۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ کوئی شخص ایک کپڑا دس درہم (دس چونی) میں خریدے اور ان میں صرف ایک درہم حرام کا ہو تو اس کپڑے کو جب تک بدن پر استعمال کرتا رہے گا۔ اس کی کوئی نماز منظور نہیں ہو گی۔ (ترغیب ص۸ ج۲)

۱۸۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا مقدمہ پیش ہو گا۔ اگر تو آدمی اس مقدمہ میں ٹھیک رہا تو باقی عملوں کے مقدمہ میں ٹھیک رہے گا۔ اور اگر اسی میں بگڑ گیا تو پھر باقیوں میں بھی بگڑ جائے گا۔ (ترغیب ص۸ ج۱)

۱۹۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص بلا عذر تین جمعے چھوڑ دے گا۔ وہ منافقوں میں سے لکھا جائے گا۔ ترغیب ص۱۳۶ ج۱

۲۰۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز لوگوں کی گردنیں پھلانگیگا اس کو قیامت کے روز جہنم کی جانب پل بنایا جائے گا۔ (ترغیب ص۱۳۴ ج۱)

۲۱۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہوا کرتی ہے کہ وہ عصر کا وقت ہو جانے کے بعد سورج کو دیکھا کرتا ہے اور جب سورج غروب کے قریب ہوتا ہے تو جلدی جلدی مرغے کی طرح چار ٹھونگ لگا کر چل دیتا ہے۔ او کما قال (موطا مالک ص۱۸۴)

۲۲۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ صبح اور عشاء کی جماعت کی نماز منافقوں پر بڑی بھاری ہوتی ہے۔ (ترغیب ص۷۷ ج۱)

۲۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو نماز پڑھاؤ۔ جب وہ سات سال کی ہو جائے اور مار دھمکا کے پڑھاؤ۔ جب وہ دس سال کی ہو جائے اور ان کے بسترے بھی علیحدہ کر دو۔ (مشکوٰۃ ص۵۸)

۲۴۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ یا تو صفوں کو سیدھا کر لیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں اور چہروں کو مختلف کر دے گا۔ (ترغیب ص۸۹ ج۱)

انسان کچھ تو کرے

۲۵۔ مسواک والے وضو کی نماز کا ثواب ستر گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ (ترغیب ص۵ ج۱)

۲۶۔ گھر سے وضو کر کے نماز کے لیے جانے والا ایسا ہوتا ہے۔ جیسا وہ حاجی جو گھر ہی سے حج کا احرام باندھ کر حج کو جانے والا ہوتا ہے۔ (ترغیب ص۶۴ ج۱)

۲۷) گھر سے وضو کر کے نماز کے لئے جانے میں ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے اور ہر قدم پہ ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ (ترغیب ص۶۲ ج۱)

۲۸۔ جو وضو کرنے کے بعد اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ پڑھے گا۔ اُس کے لئے جنّت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے (ترغیب ص۵۱ ج۱)

۲۹۔ جو ظہر کے فرضوں کے قبل اور بعد چار رکعت پڑھے گا۔ اس کو اللہ تعالےٰ دوزخ پر حرام کر دے گا۔ (ترغیب ص۱۰۳ ج۱)

۳۰۔ جو عصر کے فرضوں سے قبل چار رکعت پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا جنّت میں گھر بنائیں گے۔ (ترغیب ص۱۰۵

۳۱۔ جو درمیان میں بات کرے بغیر مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں پڑھیگا اس کو بارہ سال کی عبادت کا جتنا ثواب ملے گا۔ (ترغیب ص۱۰۴ ج۱

۳۲۔ نماز عشا کے بعد چار رکعتیں شب قدر کی چار رکعتوں کے برابر ہوتی ہیں (ترغیب ص۱۰۵ ج۱)

۳۳۔ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ میری مسجد میں نماز کا ثواب دس ہزار کا اور بیت اللہ میں ایک لاکھ کا اور فوجی مورچہ میں بیس لاکھ کا ملتا ہے۔ اور ان سب سے زیادہ ان رکعتوں کا ملتا ہے۔ جو آدمی رات کو لوجہ اللہ پڑھی جائیں۔ (ترغیب ص۱۱۱)

۳۴۔ جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا۔ وہ مرتے ہی جنّت میں جائے گا۔ (مشکوٰۃ ص۸۹)

۳۵۔ جو نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھے گا۔ اس کو ایک کے بدلے سو نیکیاں ملیں گی۔ اور جو بیٹھ کر پڑھیگا اس کو پچاس نیکیاں ملیں گی۔ (کنز العمال)

۳۶۔ مسجد کا کوڑا صاف کر کے باہر ڈالنے سے جنت کی حوروں کا مہر ادا ہوتا ہے۔ (ترغیب ص۵۸ ج۱)

۳۷۔ جو لوجہ اللہ اذان دیتا رہے گا وہ مانند خون آلود شہید کے ہو گا اور قبر میں اس کو کیڑے نہیں کھائیں گے (ترغیب ص۵۴ ج۱)

۳۸۔ آپؐ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ اپنی باتیں مسجدوں میں آ کر کیا کریں گے۔ خدا کو ایسوں کی ضرورت نہیں۔ (ترغیب ص۶۱ ج۱)

۳۹۔ آپؐ نے فرمایا جو لہسن پیاز وغیرہ (بدبودار) چیز کھائے وہ مسجدوں سے علیحدہ رہے اور اپنے گھر بیٹھے (ترغیب ص۶۲ ج۱)

۴۰۔ قیامت کے دن کچھ ایسے دوزخی لوگ بھی ہوں گے۔ جن کو صرف کسی دوسرے کو وضو کا پانی دینے سے جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ (ترغیب ص۱۲۵ ج۱)

اے مسلمان! غور سے پڑھ اور پھر اپنے دل سے پوچھ کر بتا کہ کیا خدائی عدالت میں تیری مثل ٹھیک اُتر جائے گی یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر اس کے قانون سے بغاوت کے کیا معنی (دشمن) قرآن نے جہاں یہ بیان کیا ہے کہ جنتُ الفردوس کے اصل وارث جو لوگ ہوں گے وُہ وُہی لوگ ہوں گے کہ جو اپنی نمازوں کو عاجزی کے ساتھ پوری طرح حفاظت سے ادا کیا کرتے ہیں۔ (قرآن پارہ ۱۸ آیت ۱، ۹، ۱۰، ۱۱ و سورۂ معارج آیت ۲۳، ۳۴، ۳۵، اور اس کے بالمقابل جہاں قرآن نے جہنمیوں کے جہنم میں جانے کے اسباب بیان کئے ہیں۔ وہاں جو سب سے پہلا سبب بیان کیا ہے۔ وہ یہی سبب ہے کہ وہ نمازی نہیں تھے۔ (سورہ مدثر آیت ۴۳۔

بچوں کا صفحہ

شعبان کی پندرہویں (۱۵) رات

از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن

پیارے بچو! اس رات کو شب برات بھی کہتے ہیں۔ یہ بڑی بزرگ برکت اور قدر کی رات ہے۔ جو مسلمان مرد یا عورت اس رات میں خدا کو یاد کرتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ تو وہ خدا کے ہاں قبول کی جاتی ہیں۔ کیونکہ اس رات کو اللہ تعالےٰ سورج غروب ہونے سے صبح صادق تک آسمان دنیا پر تشریف لے آتے ہیں اور فرماتے رہتے ہیں۔ کہ ہے کوئی آج کی رات مجھ سے بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں۔ ہے کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق دوں۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں .... اس کی مصیبت دور کروں۔ الغرض اسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لے لے کر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے۔ تو میں اس کی حاجت پوری کر دوں۔ جو اللہ کے نیک بندے ہیں۔ وہ تو اس مبارک رات میں سب کچھ لے لیتے ہیں۔ مگر جو اس نعمت عظمےٰ سے بیخبر ہیں۔ وہ یا تو پٹاخے چلانے پھلجھڑیاں چھوڑنے اور آتشبازی چلانے میں اس مبارک رات کو کھو دیتے ہیں۔ لاہور میں تو بہت سے بچے ابھی سے آتشبازی چھوڑنے لگے ہیں اور یوں ہی بے فائدہ اپنے پیسوں کو آگ کی نذر کرتے ہیں نہ دین کا بھلا نہ دنیا کا اور الٹا گناہ اپنے ذمہ

عزیز بچو! تم ایسا ہرگز نہ کرنا۔ اللہ تعالےٰ فضول خرچی سے بڑا ناراض ہوتا ہے اور تم سے پوچھے گا۔ کہ بتاؤ میں نے تمہیں یہ پیسے حرام کاموں کے واسطے دیئے تھے یا حلال کے پھر تم کیا جواب دوگے۔ ضروری بات ہے۔ کہ تم کو سزا ملے گی۔ تو پھر ایسا کام کیوں کیا جائے کہ گھر سے پیسے بھی خرچ ہوں اور پھر بے جا خرچ کرنے پر سزا بھی ملے۔ اس رات میں تو یہ چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کو خوب یاد کریں۔ اپنے گناہوں کو یاد کر کرکے روئیں گڑگڑائیں اور اپنی بخشش طلب کریں۔ ایسی رات کو کسی قبرستان میں جا کر اپنے اور تمام امت محمدیہ کے لیئے کچھ پڑھ کر بخشش کی دعا مانگیں۔ گھر پر یا مسجد میں نفلیں پڑھیں قرآن شریف کی تلاوت کریں۔ کسی وظیفے یا درود شریف کا ورد رکھیں۔ غرضیکہ جو کچھ بھی کسی کے یاد ہو پڑھ کر اس رات کو تازہ کریں اور خوب گڑگڑا کر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ دعائیں مانگیں اور اگلے روز کا روزہ رکھیں۔

ہونہار بچو! یہ تو ایسی مبارک اور قدر کی رات ہے کہ اگر ہمیں اس کی بزرگی اور فضیلت کا پتہ چل جائے تو ایک منٹ کے لیئے بھی اس رات میں یاد خدا سے غافل نہ ہوں۔ اس رات میں مولائے کریم کی بخشش اور مغفرت کا یہ حال ہے کہ عرب میں ایک قبیلہ ہوا ہے۔ جس کا نام کلب تھا۔ اس کے پاس بے شمار بھیڑ بکریاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس رات میں قبیلہ کلب کی بھیڑ بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتا ہوں۔ سبحان اللہ! قربان جایئے ایسے مولائے کریم کے کہ وہ ہم پر اس مبارک رات میں کس قدر مہربان ہوتے ہیں۔ ذرا ایک بھی بھیڑ بکری کے بالوں کو گن کر دیکھئے۔ میرا خیال ہے کہ گنتے گنتے اکتا جائیں گے۔ کجا کہ اس قدر بھیڑ بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ بخشش فرماتے ہیں۔ مگر مشرک۔ کافر۔ منافق۔ شرابی ماں باپ کو ستانے والا اور اپنے مسلمان بھائی سے کینہ رکھنے والے کو نہیں بخشا جاتا۔ ہاں اگر یہ بھی ان گناہوں سے توبہ کر لیں تو پھر ان کے لیئے بھی بخشش کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

لاڈلے بچو! یہ تو ایسی بزرگی والی رات ہے کہ اس میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں اور مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔ یعنی آنے والے سال میں کتنے آدمی پیدا ہوں گے۔ اور کتنے مریں گے۔ کہاں کہاں پیدا ہونگے اور کہاں کہاں مریں گے۔ کتنا رزق ملے گا اور کہاں کہاں سے ملے گا۔ گویا جو کچھ بھی آئندہ سال میں ہونے والا ہوتا ہے۔ وہ سب کچھ اسی رات میں مکمل کرکے فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اسی رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالےٰ کے حضور میں اٹھا کر پیش کیئے جاتے ہیں۔ اس لیئے ہم سب کو چاہیئے۔ کہ ایسی شان و شوکت والی رات کو یونہی سونے اور لہو ولعب کاموں میں نہ گزار دیں۔ بلکہ آگے بھیجنے کے لیئے کچھ نہ کچھ کر لیں۔ جتنا بھی ہو سکے اللہ تعالےٰ کو خوب یاد کریں۔ اس کے سامنے خوب روئیں اور گڑگڑائیں اور اپنی ہر حاجت کا نام لے کر اس سے مانگیں۔ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی رات کو مدینہ شریف کے قبرستان جنت البقیع میں تشریف لے گئے تھے اور اپنی تمام امت کی بخشش کے لیئے دعا فرمائی تھی۔ آپ بھی یہ سنت ادا کریں اور ہو سکے تو کسی پاس کے قبرستان میں جا کر اپنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے لیئے دعا مانگیں۔ خدا ہم سب کو اس مبارک رات میں آگے بھیجنے کے لیئے کچھ کمائی کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
قیمت ۳ ؎
منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۹- مرخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
ایڈیٹر عبدالمنان چوہان
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۳۰۷۳۰/ ۴۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
بدل اشتراک سالانہ ۱۱ ؎ ششماہی ۶ ؎

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔